بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۹۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۲۲ رجب ۱۳۹۵ھ ۲ ظہور ۱۳۵۴ہش ۲ اگست ۱۹۷۵ء	نمبر ۱۷۶

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو

ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو

"میں صلح کو پسند کرتا ہوں اور جب صلح ہو جاوے پھر اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذّاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کی کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے۔

یہ سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اس کو کینہ ور نہیں ہونا چاہیئے اگر وہ کینہ ور ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فائدہ پہنچے گا۔ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہؤا وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔ اسے تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پروا نہ کرے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنا لی جاوے۔

نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے اس لئے اس سے بچتے رہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا خلق کرنا بھی ایک موت ہے۔ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو توں تاں کہے تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاوے۔ میں تو اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی سامنے بھی گالی دے دے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۷۲، صفحہ ۷۵)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ ظہور۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور حضور کی عمر میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۲ ظہور۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

طبیعت پہلے سے اچھی ہے۔ تمام بھائی بہنیں میری صحت کے لئے بھی دعائیں جاری رکھیں اور عزیزم نواب محمد احمد خاں کے لئے بھی خاص توجہ سے دعائیں کرتے رہیں وہ کراچی میں زیر علاج ہیں اور اطلاع آئی ہے کہ پہلے سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفا بخشے۔ آمین

ربوہ یکم ظہور۔ آج مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے پڑھائی۔ آپ نے خطبہ جمعہ کے شروع میں بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آج نماز جمعہ کے لئے تشریف لانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن چونکہ آج گرمی کی شدت ہے اور حضور کی طبیعت ناحال کمزور رہی ہے اس لئے ڈاکٹری مشورہ پر حضور نے یہ ارادہ بدل لیا۔ احباب حضور کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

اس کے بعد محترم مولوی صاحب نے سورۂ مریم کے آخری رکوع کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا کی تشریح کرتے ہوئے باہمی اُلفت و محبت اور اخوت و مودت کی اہمیت واضح فرمائی اور احباب جماعت کو تلقین کی کہ وہ ہر حالت میں اسے ملحوظ رکھیں۔ اپنے بھائیوں کی خاطر ایثار کرنے، ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم کرنے اور ان کی لغزشوں کو نظر انداز کر کے محبت و اخوت کی مومنانہ روح کو قائم اور برقرار رکھیں۔

ضروری اعلان

مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم شدہ سکولوں کے لئے ایم۔ ایس سی اساتذہ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند دوست دفتر مجلس نصرت جہاں سے فارم حاصل کر کے درخواستیں دیں۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۲؍ ماہِ ظہور ۱۳۵۴ھش
۲؍ اگست ۱۹۷۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکیوں کی کلید اور بدیوں کا منبع

عرفِ عام میں خُلق کا لفظ اُس حُسنِ سلوک پہ بولا جاتا ہے جو ایک انسان دوسرے انسانوں کے ساتھ روا رکھتا ہے۔ اسلام نے اس برتاؤ اور حُسنِ سلوک کے تین درجے مقرر کئے ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تیسرے درجہ تک پہنچ کر حسنِ اخلاق کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ پہلا یا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے میں عدل کا ثبوت دے یعنی جتنا کسی کا حق بنتا ہے اُسے پورا پورا ادا کرے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دے۔ اس سے اُونچا درجہ احسان کا ہے یعنی انسان دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں عدل سے ہی کام نہ لے بلکہ اس سے آگے قدم بڑھا کر ان کے ساتھ احسان کا سلوک روا رکھے۔ مراد یہ کہ جتنا کسی کا حق بنتا ہے اسے اُتنا ہی نہ دے بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ تیسرا درجہ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان دُوسروں کے ساتھ فطری تقاضے اور طبعی جوش کے ماتحت اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں کا سا سلوک کرے یعنی اُن کے ساتھ کسی قسم کی کوئی مغائرت محسوس نہ کرے۔ اس درجہ کو حُسنِ اخلاق کے درجہ کمال کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بتدریج اس آخری درجہ پہنچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (النحل آیت ۹۱)

ترجمہ:- اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت داروں کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور (ہر ایک قسم کی) بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اخلاقِ فاضلہ کے ضمن میں نہایت ہی اعلیٰ اور حسین تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ بے حیائی، ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے دُور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ اخلاق کی اس اعلیٰ اور حسین تعلیم پر عمل پیرا ہوئے بغیر بے حیائی، ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت کے طریقوں سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ اخلاق کے نتیجہ میں ہی انسانوں کو نیکیاں بجا لانے کی توفیق ملتی ہے اور اخلاق سے عاری ہونے کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان ہر قسم کی بُرائیوں اور گناہوں میں ملوّث ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اخلاق کو تمام نیکیوں کی جڑ اور ترکِ اخلاق کو ہر قسم کی بدیوں کا منبع قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اخلاق کو نیکیوں کی کلید قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اخلاق دُوسری نیکیوں کی کلید ہے۔ جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے، زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے، اسٹرکنیا بھی کام آتا ہے کیونکہ اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آ سکتا، مُردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ اُس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آجاتی ہیں، پر اس (یعنی اخلاق سے عاری انسان) کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان بَلْ هُمْ اَضَلّ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ **پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔"**

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۶)

پھر آپ نے واضح فرمایا کہ جس طرح اخلاق تمام نیکیوں کی کلید ہیں یعنی اخلاق کے نتیجہ میں ہی نیکیاں بجا لانے کی توفیق ملتی ہے نیز ساتھ ہی آپ نے ترکِ اخلاق کو ہر قسم کی بدیوں اور گناہوں کا منبع قرار دیا۔ چنانچہ اس امر کو متعدد مثالوں سے واضح کرتے ہوئے کہ ہر قسم کی بدیوں کا منبع ترکِ اخلاق ہی ہوتا ہے۔ فرمایا:-

"ترکِ اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے۔ ایک شخص جو مثلاً زنا کرتا ہے اس کو خبر نہیں کہ اُس عورت کے خاوند کو کس قدر صدمہ عظیم پہنچتا ہے۔ اب اگر یہ اُس تکلیف اور صدمہ کو محسوس کر سکتا اور اس کو اخلاقی حصہ حاصل ہوتا تو ایسے فعلِ شنیع کا مرتکب نہ ہوتا۔ اگر ایسے نابکار انسان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس فعلِ بد کے ارتکاب سے نوعِ انسان کے لئے کیسے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں تو ہٹ جاتا۔ ایک شخص جو چوری کرتا ہے کمبخت ظالم اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ رات کے کھانے کے واسطے ہی چھوڑ جائے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب کی کئی سالوں کی محنت کو ملیامیٹ کر دیتا ہے اور جو کچھ گھر میں پاتا ہے سب کا سب لے جاتا ہے۔ ایسی قبیح بدی کی اصل جڑ کیا ہے؟ اخلاقی قوّت کا نہ ہونا۔ اگر (طبیعت میں) رحم ہوتا اور وہ یہ سمجھ سکتا کہ بچّے بھوک سے بلبلائیں گے جن کی چیخوں سے دشمن کا بھی کلیجہ لرزتا ہے اور یہ معلوم کر کے کہ رات سے بھوکے ہیں اور کھانے کو ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملا، پِتّہ پانی ہو جاتا ہے۔ اب اگر ان حالتوں کو محسوس کرتا اور اخلاقی حالت سے اندھا نہ ہوتا تو کیوں چوری کرتا۔ آئے دن اخبارات میں دردناک موتوں کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں کہ فلاں بچہ زیور کے لالچ سے مارا گیا۔ فلاں جگہ کسی عورت کو قتل کر ڈالا۔ میں خود ایک مرتبہ اسیسر ہو کر گیا تھا ایک شخص نے بارہ آنے یا کچھ میں ایک بچّہ کا خون کیا تھا۔ اب سوچ کر دیکھو کہ اگر اخلاقی حالت درست ہوتی تو ایسی مصیبتیں کیوں آتیں؟"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۷، ۷۸)

الغرض اسلام کے نزدیک تمام نیک اعمال کی جڑ اور کلید اخلاق ہیں اور انہیں ترک کرنا ہی ہر قسم کی بدیوں کا منبع ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے اور محاسبہ کرتا رہے کہ وہ کس حد تک اخلاق کے متعلق اسلام کی پیش کردہ اعلیٰ اور حسین تعلیم پر عمل پیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا انیسواں (۱۹) سالانہ اجتماع

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا انیسواں سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ ۳۱؍اخاء/اکتوبر اور یکم و ۲؍نبوت/نومبر ۱۳۵۴ھش / ۱۹۷۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار، ربوہ میں منعقد ہوگا۔

تمام مجالس انصار اللہ سے درخواست ہے کہ وہ اس میں شمولیت کے لئے اور اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے تیاری اور کوشش شروع کر دیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف والے

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ

(۲)

خواجہ صاحب کی وفات

خواجہ صاحب نے ساٹھ برس کی عمر میں ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء بروز چہارشنبہ انتقال فرمایا آپ مرض دنبل میں مبتلا ہوئے تھے جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوا وفات کا حال گوہر شب چراغ میں یوں لکھا ہے

"اگرچہ حالت امید افزا تھی مگر ہم انہیں یہی کہتے سنا گیا"

گذریا ویلھا ہن کھیلن دا
آیا وقت فرید چلن دا
اوکھا پینڈا دوست ملن دا
جان لباں تے آندی ہے

چنانچہ یہ بات پوری ہوئی اور وہ طوطئ ہزار داستان جس کی سحر بیانی اور قادر الکلامی کی ہر طرف دھوم تھی ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ اس حادثہ فاجعہ پر ریاستی حکومت کے ترجمان "صادق الاخبار" نے لکھا:-

"حضرت ممدوح کمالات ظاہری و باطنی کے سبب دنیا میں مشہور تھے۔ آپ کے کریمانہ اخلاق کی تشریح حد امکان سے باہر ہے آپ کی بے مثال فیاضی اور اتقاء اور پارسائی کی مثال دنیا میں ملنی مشکل ہے حضرت ممدوح میں منجملہ اور کمالاتِ انسانی کے جو صفت جود و عطا کی تھی وہ خاص قابل ذکر ہے۔ کہ ہزارہا آدمی دور و نزدیک کے آپ کے خوانِ نعماء سے وظائف پاتے تھے۔ اور صدہا بیوائیں اور یتیم بچے اور شرفا آپ کے نوالِ وجود سے شکم سیر ہوتے تھے۔ آپ دیتے تھے اور شرماتے تھے اور کسی سائل کو اپنے دروازہ سے محروم نہ بھیجتے تھے آپ کے ہزارہا مرید عرب و عجم ترکستان اور ہندوستان میں موجود ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو ایسے صاحب کمال اب دنیا میں کہاں ہیں در حقیقت آپ کے انتقال پر ملال سے دنیا ایک بہت بڑے صاحب عرفان اور دلی کمال سے خالی ہو گئی۔"

عادات و خصائل

خواجہ صاحب طبعاً خلوت پسند، شب بیدار، کم گو اور کم خور تھے۔ گویا صوفیاء کے اس قول "کم خفتن، کم گفتن و کم خوردن" کی کامل تصویر تھے رات دن الگ تھلگ رہتے۔ اشد ضرورت یا ملاقاتیوں کے اصرار پر باہر تشریف لاتے۔ کم گوئی کی نوبت یہاں تک تھی کہ سنتے چلے جاتے اور کچھ نہ بولتے تھے زیادہ سے زیادہ حدیث نبوی یا کسی بزرگ کا قول بیان کر دیتے۔ کم خوری کا یہ عالم تھا کہ رمضان کے مہینہ میں سحری کے وقت دو آموں اور شام کے وقت چند لقمے کھانے پر اکتفا کرتے۔ حد درجہ صفائی پسند تھے لیکن سادگی بے انتہا تھی۔

جود و سخا

نواب صاحب بہاولپور کی طرف سے ہزاروں روپیہ نذرانہ آتا تھا۔ سب تقسیم فرما دیتے۔ ایک دفعہ کسی نے دو صد روپیہ سرکاری واجب الادا کا ذکر کیا کہ توفیق نہیں۔ اسی وقت سو روپیہ نقد اور سو روپیہ کے لئے تحریر لکھ کر اپنے ذمہ لے لیا۔ ایک دفعہ کسی نے ضرورت پیش کی پاس کچھ نہ تھا۔ شب بھر کی مہلت چاہی مگر وہ صاحب بگڑ بیٹھے اور دشنام طرازی پر اتر آئے۔ آپ نے نہ صرف ضبط سے کام لیا بلکہ سائل کو ضرورت سے زیادہ دینے کا انتظام فرمایا۔ اسکے باوجود بوقت وفات حسرت سے فرمایا کہ مجھ سے جس نے سینکڑوں مانگے اسے سینکڑوں دئے۔ ہزاروں کے سوال پر ہزاروں دئے اب یہ حسرت ساتھ لئے جاتا ہوں کہ کاش! کوئی لاکھ کا سوال کرتا تو اسے لاکھ دیتا۔

بے نفسی:- خواجہ صاحب اللہ والے بزرگ تھے۔ زخارفِ دنیا سے چنداں رغبت نہ تھی یہی وجہ ہے کہ آپ ایسے لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے جو اپنی دولت کو حصول معرفت کا ذریعہ بنانا چاہتے ہوں۔ چنانچہ دکن کے کئی ایسے رئیسوں کی درخواستیں قبول نہ کی جو خواجہ صاحب کو اپنے ہاں بلا کر بیعت کی خواہش رکھتے تھے وہ ایک خود دار انسان اور صوفی تھے انہیں نہ مال و متاع سے غرض تھی نہ عزت و جاہ سے سروکار۔ تاہم رشد و ہدایت کی نیت خالص سے ہر کس و ناکس آپ کے حلقہ ارادت میں بلا تامل شامل ہو سکتا تھا

خواجہ صاحب کی شاعری

خواجہ صاحب بلند پایہ شاعر تھے ملتانی زبان کی شاعری میں آپ کو "خاتم الشعراء" کا لقب ملا۔ آپ کا کلام مجاز و حقیقت کو سموئے ہوئے ہے۔ آپ شعراء کی طرح اہل قال ہی نہیں اہل حال میں سے تھے۔ حال طاری ہوتا تو شعر کہتے۔ آپ کے دیوانِ اردو کا افتتاح حمد باری سے یوں ہوتا ہے

ثنائے حق ادا ہو کس طرح تسوید انساں سے
کہ ہے ترکیب جس کی اک خطا سے اور نسیاں سے

خواجہ صاحب موصوف نے ملتانی کے علاوہ اردو، فارسی، عربی، سندھی، ہندی اور پوربی وغیرہ میں بھی اشعار کہے ہیں۔ گویا آپ بیک وقت سات زبانوں کے شاعر تھے۔

خواجہ صاحب کی تصانیف

۱۔ **فوائد فریدیہ**:- فارسی زبان میں ایک چھوٹی سی کتاب ہے جو ۱۸۶۸ء کی تصنیف ہے اور ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی اس میں خواجہ صاحب کے عقائد کا ذکر ہے

۲۔ **اشارات فریدی**:- فارسی زبان میں اس کتاب کی چار جلدیں ہیں یہ خواجہ صاحب کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ جو ان کے مصاحب خاص مولانا رکن الدین نے، خواجہ صاحب کی زندگی میں مدون کئے بلکہ خود انہیں پڑھ کے سنائے اور تصحیح و تحقیق کروائی۔ یہ کتاب ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں شائع ہوئی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے کتاب ہذا کا ہے اس کتاب کی تعریف و توصیف فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:-

"خواجہ غلام فرید صاحب کی سوانح کی ایک کتاب لکھی گئی ہے اس میں خواجہ صاحب نے جا بجا ہماری تائید کی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۰)

اشارات فریدی کی تیسری جلد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواجہ صاحب سے خط و کتابت درج ہے۔

۳۔ **متفرق کتب**:- خواجہ صاحب کی سیرت و سوانح سے متعلق دیگر متفرق کتب بھی موجود ہیں جن میں "مقدمہ دیوان فرید"، "گوہر شب چراغ" اور "خواجہ غلام فرید" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آخر میں خواجہ صاحب کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ایک تصدیقی عبارت پیش کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہوئے خواجہ غلام فرید صاحب فرماتے ہیں:-

"مرزا صاحب کا سارا وقت خدائے عزوجل کی عبادت میں گذرتا ہے یا نماز پڑھتے ہیں۔ یا تلاوت قرآن شریف کرتے ہیں یا دوسرے ایسے ہی شغل رکھتے ہیں اور اسلام اور دین کی حمایت پر ایسی کمر ہمت باندھی ہے کہ دین محمدی کی دعوت ملکہ لنڈن کو بھی کی ہے اور بادشاہان روس و فرانس وغیرہ کو بھی دعوت اسلام کی ہے اور تمام تر سعی و کوشش ان کی اسی میں ہے کہ یہ لوگ یعنی عیسائی عقیدہ تثلیث اور صلیب کو جو سراسر کفر ہے چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو اختیار کریں اور علمائے وقت کو دیکھو کہ جو دوسرے مذہب والوں کو چھوڑ کر صرف ایک ایسے نیک مرد کے درپے ہو گئے ہیں۔ جو اہل سنت والجماعت سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے۔ اور لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے۔ یہ ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں۔ ان کے عربی کلام کو دیکھو جو انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ اور ان کا تمام کلام معارف اور حقائق اور ہدایت سے پر ہے اور وہ عقائد اہل سنت والجماعت اور دین کے ضروری امور سے ہرگز منکر نہیں۔"

(اشارات فریدی ص ۶۹)

السلام علیکم کی اہمیت

ارشادات نبوی کی روشنی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم مولوی رفیق احمد صاحب شاہد مربی مقیم کوہاٹ

اسلام میں ہر مسلمان کے اوپر اس کے دوستوں۔ عزیزوں اقارب اور رشتہ داروں کے کچھ حقوق عاید ہوتے ہیں۔ موقعہ محل کے مطابق ان حقوق کا ادا کرنا از حد ضروری ہے ان میں سے ایک حق جو ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر ہے۔ وہ ایک دوسرے کو ملتے وقت السلام علیکم کہنا ہے۔ یہ سلامتی کی دعا ہے جو ایک دوسرے کو دی جاتی ہے۔ اور اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ اسلام صلح و آشتی اور سلامتی کا مذہب ہے کہ اسلام کے ماننے والے کو مسلمان اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا۔ کہ مسلمان وہ ہے جس کے عمل سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مومن کا کیا درجہ ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے لئے سلامتی کا باعث ہو۔ السلام علیکم کے نتیجہ میں باہمی الفت و محبت اور اخوت بڑھتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے فرماتے ہیں :۔

لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تَحَابُّوْا
اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ
اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ
اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔

(مسلم)

تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا۔ جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلاؤں جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ بات یہ ہے السلام علیکم کو اپنے درمیان رواج دو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضورؐ کے فرمان کے پیش نظر السلام علیکم کو آپس میں اسقدر رواج دیا کہ جہاں کہیں بھی جاتے آپس میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ صحابہ بغیر کسی مقصد کے بازار جاتے اور ہر آشنا اور ناآشنا کو السلام علیکم کہتے

اللہ تعالیٰ ان کے درمیان باہمی الفت پیدا کر دی اور وہ آپس میں حقیقی بھائیوں کی طرح ہو گئے ایک مرتبہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ کہ کون اسلام افضل و بہتر ہے تو حضورؐ نے فرمایا۔

تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ
السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ
وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔ (بخاری)

یعنی کھانا کھلانا اور ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ سلام کہنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے

یُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهٗ
(نسائی)

جب کوئی مسلمان کسی کو ملنے کے لئے جائے تو پہلے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ
بَدَءَ بِالسَّلَامِ۔

(ابو داؤد)

اللہ کے نزدیک تر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

اسی طرح فرمایا :۔

اَلْبَادِیُٔ بِالسَّلَامِ بَرِیٌٔ
مِنَ الْکِبْرِ (بیہقی)

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے اسی طرح جب دو عالم آپس میں مل کر سلام کرتے ہیں تو سو رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں۔ جس میں نناوے سلام کی پیشقدمی کرنے والے کو ملتی ہیں۔

(۲) چھوٹا جب کسی بڑے سے ملے تو اسے السلام علیکم کہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی
الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ
وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ

(بخاری)

چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں

. . . .
. . . .
. . . .

(۳) سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ اس بارے میں حضور انور صلعم نے فرمایا۔ یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ۔

(بخاری باب یسلم الراکب علی الماشی)

راستے میں بیٹھنے والے لوگ گزرنے والوں کے سلام کا جواب دیں۔

(۴) مجلس میں آتے وقت اور جاتے وقت سلام کہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا انْتَهٰى اَحَدُکُمْ
اِلَی الْمَجْلِسِ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ
بَدَا لَهٗ اَنْ یَّجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ
وَاِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ۔

(ترمذی)

تم میں سے جب کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے۔ اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے۔ اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ
عَلَیْهِ ثُمَّ جَلَسَ۔ فَقَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
"عَشْرٌ" ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ فَرَدَّ
عَلَیْهِ فَجَلَسَ۔ فَقَالَ
"عِشْرُوْنَ"۔ ثُمَّ جَاءَ
اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ
عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَکَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَیْهِ
فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ

(ترمذی ابواب الاستیذان باب فی فضل السلام صـ ۹۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اس نے السلام علیکم کہا۔ آپ نے اسکے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو دس گنا ثواب ملا ہے پھر ایک اور شخص آیا۔ اس نے السلام علیکم کہا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو دس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ اس نے السلام و علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس کو بیس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا آپ نے اپنے الفاظ میں اسکو جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس شخص کو تیس گنا ثواب ملا ہے۔

۵۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے باہر جاتے وقت السلام علیکم کہنا چاہیئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی
اَهْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَةً
عَلَیْکَ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِکَ

(ترمذی)

بیٹا جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔

اور اسی طرح جب تم میں سے کوئی گھر سے باہر جائے تو گھر والوں کو سلام کہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا
اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ (بیہقی)

اور جب تم گھر سے باہر جاؤ۔ تو گھر والوں کو سلام کر کے رخصت کرو۔

اپنے گھر کے علاوہ جب کسی دوسرے کے گھر میں جانا ہو تو بغیر اجازت اور سلام کہنے کے داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ اسبارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ
حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا

اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسرے کے گھر بلا اجازت داخل نہ ہو۔ اور داخل ہونے پر پہلے اہل خانہ کو سلام کرو۔

۶۔ جب کوئی جماعت گزرے اور ان میں سے ایک کسی آدمی یا جماعت کو سلام کرے تو یہ سلام ساری جماعت کی طرف سے ہے اسی طرح سے اگر کسی جماعت میں سے صرف ایک آدمی کسی سلام کا جواب دیدے۔ تو یہ سلام ساروں کی طرف سے کافی ہے

۷۔ کلام کرنے سے پہلے سلام کہنا چاہیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

السلام قبل الکلام۔ (ترمذی)

احباب کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔ اور اس طرح نہ صرف اللہ تعالیٰ کے بہتر جزا کے مستحق بنیں۔ بلکہ معاشرہ میں اخوت و محبت پیدا کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست معاونین خصوصی تحریک جدید

جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ

۱۸ر جولائی کے الفضل میں معاونین خصوصی ضلع شیخوپورہ کے ۳۱ افراد کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے مگر ایک دوست مکرم منشی نور حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ منڈی مریدکے کا اسم گرامی سہواً فہرست میں شامل نہ ہو سکا اسلئے اب فہرست ۳۲ افراد پر مشتمل ہو گی جو حسب ذیل ہے:-

وکیل المال تحریک جدید

نمبر شمار	نام	نام جماعت	رقم
۱	مکرم چوہدری محمد انور حسین خان صاحب امیر ضلع	شیخوپورہ شہر	۵۳۰۰/-
۲	" بشیر احمد خان صاحب	" "	۲۰۰۰/-
۳	" شیخ رحمت اللہ صاحب	" "	۱۵۵۰/-
۴	" محمد عبدالسمیع صاحب	" "	۱۰۶۵/-
۵	" حکیم ظفرالدین صاحب	" "	۱۰۲۵/-
۶	" چوہدری مقبول احمد صاحب	" "	۱۰۲۷/-
۷	" " شیر محمد صاحب	واربرٹن (شیخوپورہ)	۱۰۱۴/-
۸	" " سردار خان صاحب	" "	۱۰۴۵/-
۹	" " سارنگ خان صاحب	مڑھ بلوچاں "	۱۰۹۴/-
۱۰	" محمد اسلم صاحب ٹھیکیدار	نارنگ منڈی "	۱۰۰۰/-
۱۱	" چوہدری محمد دین صاحب	فتا کلاں "	۱۰۰۰/-
۱۲	" " محمد اشرف صاحب	سچا سودا "	۱۰۰۰/-
۱۳	" " محمد طفیل صاحب	چک ۸۲ ساہووالہ "	۱۰۰۰/-
۱۴	" " عبدالمجید صاحب	ننگے دہاتہ "	۱۰۰۰/-
۱۵	" " غلام سرور صاحب	چک ۷۵ نوال کوٹ	۱۰۰۰/-
۱۶	" مولوی نور سید احمد صاحب	" "	۱۰۰۰/-
۱۷	" چوہدری ظفر اللہ صاحب	" "	۱۰۰۰/-
۱۸	" " لطیف احمد صاحب	کھرتو (شیخوپورہ)	۱۰۰۰/-
۱۹	" " محمد صادق صاحب	چک ۱۸ بہوڑو "	۱۰۰۰/-
۲۰	" " سلیم احمد صاحب	" " "	۱۰۰۰/-
۲۱	" " محمد علی صاحب	" " "	۱۰۰۰/-
۲۲	" " صلاح الدین صاحب خورد	آنبہ "	۱۰۰۰/-
۲۳	" روشن دین صاحب	چک ۲۵ ستھیالی "	۱۰۰۰/-
۲۴	" چوہدری عبدالرشید صاحب	جوڑہ سگھر "	۱۰۰۰/-
۲۵	" شیخ محمد صدیق صاحب	کوٹ رحمت خان "	۱۰۰۰/-
۲۶	" چوہدری رشید احمد صاحب	سکھی آنا جھبراں "	۱۰۰۰/-
۲۷	" " غلام حیدر صاحب	دھاروالی "	۱۰۰۰/-
۲۸	" حاجی فضل محمد صاحب	جھنگڑ عالم والا "	۱۰۰۰/-
۲۹	" چوہدری محمد نواز صاحب	کلسیاں "	۱۰۰۰/-
۳۰	" ڈاکٹر شیر علی صاحب	چوہڑکانہ "	۱۰۰۰/-
۳۱	" حاجی محمد عیسیٰ صاحب و رحمت علی صاحب	آنبہ کالیہ "	۱۰۰۰/-
۳۲	" منشی نور حسین صاحب	منڈی مریدکے	۱۸۱۰/-

سالانہ اجتماع

امسال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ر اخاء/ اکتوبر ۱۳۵۴ہش ۱۹۷۵ء بمقام ربوہ بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سب سے بڑا اعزاز

سیدنا المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"پھر کیوں وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ جب خدا نے ہمیں ایک ایسی جماعت میں پیدا کیا ہے جو دین کی خدمت کے لئے کھڑی ہے تو اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا وہ اعزاز حاصل کیا جائے جس سے بڑا اور کوئی اعزاز نہیں۔ پس میں آج کے خطبہ کے ذریعہ پھر اعلان کرتا ہوں کہ جو گریجوایٹ ہوں یا مولوی فاضل ہوں یا فنون عالیہ سیکھ رہے ہوں وہ اپنے آپ کو پیش کریں ...... میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح پہلے نوجوانوں نے دلیری کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کیا ہوا ہے اسی طرح اور نوجوان بھی اپنے آپ کو پیش کریں۔ ...... پس دوست اپنے آپ کو وقف کریں مگر یہ ضروری ہوگا کہ وہ بلاشرط اپنی زندگی وقف کریں۔ جو شخص کسی شرط کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کرتا ہے اس کا وقف بالکل فضول ہے۔"

(الفضل ۸ر دسمبر ۱۹۳۵ء)

جماعت احمدیہ کے جو نوجوان حضورؓ کے ارشاد کے مطابق خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں دفتر وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

دُعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم رانا ضیاء اللہ خان صاحب پنشنر تقریباً تین ماہ بیمار رہ کر مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۷۵ء کو تین بجے بعد دوپہر بعمر قریباً ۷۲ سال اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ عبادت گزار اور دعاگو خاتون تھیں۔ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ نماز تہجد بھی بڑی باقاعدگی سے پڑھا کرتی تھیں۔ قرآن پاک سے والہانہ محبت تھی گھنٹوں قرآن کریم کی تلاوت کرتی تھیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(نصر اللہ خان ولد رانا ضیاء اللہ خان پنشنر۔ ضیاء منزل نزد پولیس لائن گجرات)

درخواست دعا

مکرم لطیف احمد صاحب سرور قائد ضلع شیخوپورہ کی والدہ محترمہ چھاتی میں زخم اور گھٹنوں میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں احباب انکی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں (سجاد احمد خالد مربی سلسلہ احمدیہ شیخوپورہ)

ضرورت ہے

ہمیں اپنی کلینکل لیبارٹری کے لئے ایک تجربہ کار لیبارٹری اسسٹنٹ کی فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند فوری طور پر اپنے خرچ پر مندرجہ ذیل پتہ پر ملیں۔

شفا میڈیکو۔ بالمقابل میو ہسپتال۔ لاہور

فون نمبر: ۶۳۶۹۳

چندہ مجلس انصار اللہ و اشاعت و تعمیر ہر ماہ ادا کر کے ممنون فرمائیں۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حقیقی ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کا ہونا نہایت ضروری ہے

جو نیک کام موقع اور محل کے مطابق ہو وہی انسان کے کام آسکتا ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

"ایک ایمان اس قسم کا ہوتا ہے کہ ایک شخص منافقانہ طور پر صرف زبان سے کہتا ہے میں ایمان لے آیا اور اس کے قول کے مطابق لوگ بھی سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ یہ ایمان لے آیا ہے مگر خدا تعالیٰ اسکے ایمان کی حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے اور وہ منافق بھی اپنے دل میں کہتا ہے کہ میں تمسخر کر رہا ہوں۔ لیکن دوسرا ایمان اس قسم کا ہوتا ہے کہ ایک شخص سمجھتا ہے کہ میں اچھی طرح ایمان کی حقیقت کو سمجھتا ہوں مگر دراصل وہ کچھ بھی نہیں سمجھا ہوتا۔ اس کے مقابلہ میں تیسری قسم کا ایمان یہ ہے کہ ایک شخص فی الحقیقت ایمان کو سمجھ جاتا ہے اور لوگ بھی کہتے ہیں یہ ایماندار ہے اور اللہ تعالیٰ بھی کہتا ہے کہ یہ ایماندار ہے۔ اس کی مثال اس درخت کی سی ہوتی ہے جس کی جڑ زمین کے اندر دُور تک چلی گئی ہو اور کسی قسم کی آندھیاں اُس پر اثر انداز نہ ہوسکیں۔ پہلی قسم کے ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے کوئی چھوٹا سا پودا اکھیڑ کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہو اور اس کی جڑوں کا زمین کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ اور دوسری قسم کے ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک درخت بظاہر زمین میں لگا ہوا ہو مگر اس کی جڑیں بالکل زمین کی اُوپر والی مٹی میں ہوں اور وہ کسی کے ذرا سے دھکے کے ساتھ ہی زمین پر آ رہے۔ اور تیسری قسم کے ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بڑا تناور درخت ہو اور اس کی جڑیں بھی پاتال تک چلی گئی ہوں۔ یہی اصل ایمان ہے جو انسان کی نجات کا موجب بنتا ہے اور اس ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ہونا بھی ضروری ہے لیکن یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے ہاں جن باتوں کو نیک عمل کہتے ہیں یا انگریزی میں جنہیں گڈ ایکشنز (Good actions) کہتے ہیں قرآن کریم انہیں عمل صالح قرار نہیں دیتا۔ سارے قرآن میں شاذ و نادر کے طور پر شاید ہی کسی ایک مقام پر نیک عمل کے لئے خیر کا لفظ استعمال ہوا ہو ورنہ قرآن کریم ہمیشہ عمل صالح کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نیکی وہی ہے جو مطابق حالات ہو۔ اور اگر حالات کے مطابق کوئی عمل نہ ہو تو وہ عمل صالح نہیں کہلائے گا۔ مثلاً اگر لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ نیک عمل کونسے ہیں تو وہ کہیں گے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد وغیرہ۔ حالانکہ قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ بعض نمازیں بُری ہوتی ہیں۔ اسی طرح روزے اور بعض صدقہ و خیرات انسان کو ثواب پہنچانے کی بجائے اسے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا دیتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خالی نماز نیک عمل نہیں۔ اگر خالی نماز نیک عمل ہوتا تو وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ کیوں آتا اور کیوں اللہ تعالیٰ فرماتا کہ بعض نمازیں پڑھنے والے جو ریاء کیلئے پڑھتے ہیں جو اسلئے پڑھتے ہیں کہ لوگ کہیں یہ بڑے بزرگ ہیں، یہ بڑے زاہد اور عابد ہیں، ان پر ہماری لعنت ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض روزے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا انسان کو مورد بنا دیتے ہیں۔ مثلاً انسان عید کے دن روزہ رکھے تو وہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے شیطان بن جائیگا۔ یا حج ہے اگر انسان ایسی حالت میں کرے جب اس میں حج کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔ یا زکوٰۃ ایسی حالت میں دے جبکہ زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہو تو یہ اعمال صالح نہیں کہلا سکتے۔ عمل صالح وہی عمل ہے جو مطابق حالات اور موقعہ کے مناسب ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم میں ایمان کے ساتھ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا ذکر کیا ہے۔ لوگ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نماز نجات دلائیگی یا روزہ نجات دلائیگا یا حج نجات دلائیگا یا زکوٰۃ نجات دلائیگی۔ حالانکہ نماز وہ نجات دلا سکتی ہے جو نماز پڑھنے کے موقع پر پڑھی جائے۔ اگر کسی وقت کفار سے جہاد ہو رہا ہو، لڑائی لڑی جا رہی ہو، مسلمان مارے جا رہے ہوں، کفار بڑھتے چلے آ رہے ہوں اور کوئی شخص مصلّیٰ بچھا کر نماز پڑھنے لگ جائے تو ہم کہیں گے اس کی نماز کوئی نماز نہیں اس وقت جہاد کا کام کرنے کا وقت تھا، مصلّیٰ پر بیٹھ کر تسبیح پھیرنے کا وقت نہیں تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز کے وقت نماز نہ پڑھے اور کہے میں جہاد کے لئے چلا ہوں تو ہم کہیں گے وہ نماز سے بچنے کا بہانہ تلاش کر رہا ہے۔ غرض اپنی ذات میں نہ نماز نجات دلا سکتی نہ روزہ نہ زکوٰۃ۔ نہ حج نہ جہاد۔ بلکہ جو نیک کام بھی موقع اور محل کے مطابق ہو وہی انسان کے کام آتا ہے"۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۴۹۶-۴۹۷)

صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں محررین کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے دفاتر میں محررین کی ضرورت ہے۔ صرف وہی نوجوان درخواستیں دیں جو دینی کاموں میں شغف اور خدمتِ دین کا شوق رکھتے ہوں۔ ایسی درخواستیں ۴ ؍ظہور/اگست تک سیکرٹری کمیشن (ناظر بیت المال آمد) کے نام بھجوا دی جائیں۔ تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ جو اُمیدوار کمیشن کے تحریری امتحان اور انٹرویو میں کامیاب ہوں گے انہیں حسبِ ضرورت تاریخ تقرر سے ۲۷۰-۷-۲۲۵/۶-۱۷۵/۵-۱۲۵ کے گریڈ میں ماہوار تنخواہ ۱۲۵/- دی جائیگی۔ گریجوایٹ امیدوار جنہوں نے تمام مضامین میں بی۔اے کا امتحان پاس کر لیا ہے کو تقرر کے وقت ۳۱۰-۱۰-۲۶۰/۸-۱۸۰/۶-۱۵۰ کا گریڈ دیا جائیگا۔ مہنگائی الاؤنس تنخواہ کے علاوہ ہوگا۔

جو امیدوار کمیشن کا امتحان پہلے پاس کر چکے ہیں لیکن ان کا تقرر نہیں ہوا وہ بھی اب ملازمت کے لئے پھر کمیشن کا امتحان دیں گے پھر انہیں باری پر صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کیلئے موقعہ دیا جائیگا۔

درخواست بھجواتے وقت مندرجہ ذیل کوائف درج کئے جائیں۔ نامکمل درخواستوں کو زیرِ غور نہیں لایا جاسکے گا۔

(۱) نام امیدوار معہ مکمل پتہ۔ (۲) ولدیت۔ (۳) تعلیمی قابلیت معہ نقل سند۔ (۴) تاریخ پیدائش معہ حوالہ سند۔ (۵) سابقہ تجربہ۔ (۶) جسمانی صحت کے متعلق ڈاکٹری سرٹیفکیٹ۔ (۷) چال چلن و دینی حالت کے متعلق امیر/پریذیڈنٹ اور قائد خدام الاحمدیہ کی تصدیق۔

اُمیدواران مورخہ ۹/۸/۷۵ کی صبح ۷ بجے نظارت بیت المال آمد میں پہنچ جائیں۔

تحریری امتحان مورخہ ۹/۸/۷۵ - ۸ بجے صبح سے ۹½ بجے۔

انٹرویو - مورخہ ۱۰/۸/۷۵ - ۹½ بجے صبح۔ کاغذ قلم ہمراہ لائیں۔

(ناظر بیت المال آمد - ربوہ)

جامعہ نصرت برائے خواتین (ڈگری کالج) ربوہ

نوٹس داخلہ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں گیارھویں کلاس (آرٹس و سائنس مضامین) میں داخلہ کے لئے درخواستیں مجوزہ فارم پر ۱۷ ؍اگست ۱۹۷۵ء تک معہ کریکٹر، پرووِیژنل اور تفصیلی نمبروں کے سرٹیفکیٹس کے مطلوب ہیں۔ فارم داخلہ کالج آفس سے دفتری اوقات میں حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ سرگودھا بورڈ کے علاوہ کسی بورڈ سے آنے والی طالبات اپنی درخواست کے ہمراہ ٹرانسفر سرٹیفکیٹ ضرور منسلک کریں۔

منتخب امیدوار طالبات کی فہرست ۲۱ ؍اگست ۷۵ء کو کالج نوٹس بورڈ پر لگا دی جائیگی۔

ہوسٹل کا انتظام موجود ہے!

ادائیگی فیس:- ۲۳ ؍اگست تا ۲۷ ؍اگست ۱۹۷۵ء!

پرنسپل
جامعہ نصرت برائے خواتین
ربوہ

(I.P.L 2175)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ غلبۂ اسلام کا بہت بڑا منصوبہ ہے جسکی تکمیل کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے کمزور کندھوں پر ڈالی ہے (خلیفۃ المسیح الثالث)